تجوید سے متعلق بنیادی باتیں

تجوید کی حقیقت: ہر حرف کو اُس کے مخرَج سے نکالنے اور اس کی صفات کو ادا کرنے کو "تجوید" کہتے ہیں۔

لحن: تجوید کے خلاف قرآن کریم پڑھنے یا غلط پڑھنے کو "لحن" کہتے ہیں۔ ایسی صورت میں کئی دفعہ تو بندہ گناہ گار بھی ہو جاتا ہے اور بسا اوقات تو نماز بھی فاسد ہو جاتی ہے۔

نماز کے علاوہ قرآن کریم کی تلاوت شروع کرتے وقت تعوّذ اور بسم اللہ پڑھنے کا حکم:

1۔ قرآن کریم کی تلاوت شروع کرنے سے پہلے تعوّذ یعنی "اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ" اور تسمیہ یعنی "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" پڑھنا سنت ہے، چاہے کسی سورت کے آغاز سے تلاوت شروع کی جائے یا سورت کے درمیان سے تلاوت شروع کی جائے۔ واضح رہے کہ یہی حکم سورتِ برأت یعنی سورتِ توبہ کا بھی ہے۔

2۔ اگر قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہوئے درمیان میں کوئی سورت آجائے تو اُس سورت کے شروع میں صرف "بسم اللہ" پڑھنا سنت ہے، لیکن سورتِ برأت کے شروع میں "بسم اللہ" نہیں پڑھی جائے گی، بلکہ مسلسل تلاوت جاری رکھی جائے گی۔

3۔ اگر کوئی شخص باقاعدہ تلاوت تو نہ کرنا چاہے بلکہ صرف کوئی آیت پڑھنا چاہے تو متعدد اہلِ علم کے نزدیک اس کے لیے بھی اُس آیت سے پہلے صرف تعوّذ پڑھ لینا بہتر ہے۔

چند اصطلاحات کی وضاحتیں:

حرکت: زبر، زیر، پیش، دوزبر، دوزیر، دوپیش، کھڑا زبر، کھڑی زیر اور اُلٹا پیش کو "حرکات" کہتے ہیں۔

متحرِّک: جس حرف پر کوئی حرکت ہو اُس کو "متحرِّک" کہتے ہیں۔

تنوین: دوزبر، دوزیر اور دوپیش کو "تنوین" کہتے ہیں۔

حروفِ مدّہ: یہ تین ہیں: واؤ مدّہ یعنی واؤ ساکن اور اُس سے پہلے پیش۔ یاء مدّہ یعنی یاء ساکن اور اُس سے پہلے زیر۔ الف مدّہ یعنی الف سے پہلے زبر۔

حروفِ حلقی: حلق سے ادا ہونے والے حروف۔ یہ چھ ہیں: ء۔ ہ۔ ع۔ ح۔ غ۔ خ۔

حروفِ اِقلاب: اِقلاب کے معنی ہیں: بدلنا، یعنی نون ساکن اور نونِ تنوین کو میم سے بدل کر پڑھنا۔ یہ ایک حرف ہے: ب۔

حروفِ اِخفا: ت، ث، ج، د، ذ، ز، س، ش، ص، ض، ط، ظ، ف، ق، ک۔ جب یہ حروف نون ساکن اور تنوین کے بعد آئیں تو اِخفا ہو گا۔

حروفِ یَرْمَلُوْن: یہ چھ حروف ہیں: ی۔ ر۔ م۔ ل۔ و۔ ن۔ جن کا مجموعہ "یَرْمَلُوْن" ہے۔

غُنّہ: ناک میں آواز لے جانے کو "غنہ" کہتے ہیں۔

اِدغام: ایک حرف کو دوسرے حرف سے تبدیل کرکے آپس میں مِلا لینے کو "اِدغام" کہتے ہیں۔

اِخفا: نون ساکن اور تنوین کو ادا کرتے وقت زبان کی نوک تالو سے الگ کرکے خیشوم سے غنہ کیا جائے تو "اِخفا" کہلاتا ہے۔

دانتوں کے نام: بتّیس دانتوں میں سے سامنے کے چار دانتوں کو ''ثَنَایا'' کہتے ہیں، ان میں سے اوپر والے دو دانتوں کو ''ثنایاعُلیا''، جبکہ نیچے والے دو دانتوں کو ''ثنایا سُفلٰی'' کہتے ہیں۔ ان ثنایا سے جو اوپر نیچے دائیں بائیں چار دانت ملے ہوئے ہیں اُنھیں ''رَباعیات'' کہتے ہیں۔ ان رباعیات سے جو اوپر نیچے دائیں بائیں چار دانت ملے ہوئے ہیں اُنھیں ''اَنیاب'' کہتے ہیں۔ ان اَنیاب سے جو اوپر نیچے دائیں بائیں چار دانت ملے ہوئے ہیں اُنھیں ''ضَواحِک'' کہتے ہیں۔ ان کے پاس بارہ دانتوں یعنی اوپر نیچے دائیں بائیں تین تین دانتوں کو ''طَواحِن'' کہتے ہیں۔ ان کے پاس اوپر نیچے دائیں بائیں چار دانتوں کو ''نَواجِذ'' کہتے ہیں۔ اور ان سب ضَواحک، طواحن اور نَواجذ کو ''اَضْرَاس'' یعنی ڈاڑھ کہتے ہیں۔

مخارج کا بیان: مخارِج جمع ہے مخرَج کی، مخرَج کے معنی ہیں: نکلنے کی جگہ۔ جس جگہ سے کوئی حرف ادا ہوتا ہے اُس جگہ کو اُس حرف کا مخرَج کہا جاتا ہے۔ واضح رہے کہ کل حروفِ تہجی اُنتیس (29) ہیں جن کے مخارج کل سترہ (17) ہیں:

1۔ منہ کے اندر کا خَلا: اس سے حروفِ مدّہ ادا ہوتے ہیں۔ جیسے: قَالُوْا. قِيْلَ. قَالَ۔

2۔ حلق کا نچلا حصہ جو سینے کی طرف ہے: ء۔ ہ۔

3۔ حلق کا درمیانی حصہ: ع۔ ح۔

4۔ حلق کا اوپر والا حصہ جو منہ کی طرف ہے: غ۔ خ۔

5۔ حلق کے کوے کے متصل جب زبان کی جڑ اوپر کے تالو سے ٹکر کھائے: ق۔

6۔ ق کے مخرج کے متصل ہی ذرا منہ کی جانب زبان اوپر کے تالو سے لگے: ک۔

7۔ زبان کا درمیان اور اس کے مقابل اوپر کا تالو: ج۔ ش۔ ی۔

8۔ زبان کی کروٹ کو اس سے متصل اوپر کی ڈاڑھوں کی جڑوں سے لگایا جائے: ض۔

9۔ زبان کا کنارہ اوپر کے دانتوں یعنی ثَنایا، رَباعی، اَنیاب اور ضَواحک کے مسوڑھوں سے ٹکر کھائے: ل۔

10۔۔ زبان کا کنارہ اوپر کے دانتوں یعنی ثنایا، رباعی اور انیاب کے مسوڑھوں سے ٹکر کھائے: ن۔

11۔ زبان کا کنارہ اوپر کے دانتوں یعنی ثنایا، رباعی اور انیاب کے مسوڑھوں سے ٹکر کھائے، البتہ پشتِ زبان کو بھی اس میں دخل ہے: ر۔

12۔ زبان کی نوک اور ثَنایاعُلیا کی جڑ: ط۔ د۔ ت۔

13۔ زبان کی نوک اور ثنایا علیا کا سرا: ظ۔ ذ۔ ث۔

14۔ زبان کی نوک اور ثنایا سُفلٰی کا کنارہ مع کچھ اِتصال ثنایا علیا کے: ص۔ ز۔ س۔

15۔ نیچے ہونٹ کا شکم اور ثنایا علیا کا کنارہ: ف۔

16۔ دونوں ہونٹ: ب۔ م۔ و۔

17۔ خَیْشُوم یعنی ناک کا بانسہ: غنّہ۔

قَلْقَلَہ: قلقلہ کے معنی ہیں: حرکت دینا۔ پانچ حروف ایسے ہیں جب وہ ساکن ہوں چاہے پہلے سے ساکن ہوں یا وقف کی وجہ سے ساکن

کر دیے جائیں تو انھیں ادا کرتے وقت حرکت دی جاتی ہے، وہ پانچ حروف یہ ہیں: ق۔ط۔ب۔ج۔د۔ جیسے: صَدْرَكَ. فَارْغَبْ.

اسمِ اللہ اور لام کے پُر اور باریک ہونے کا قاعدہ:

اسمِ اللہ سے پہلے زبر یا پیش ہو تو اسمِ اللہ پُر پڑھا جائے گا، اور اگر پہلے زیر ہو تو باریک، جیسے: أَرَادَ اللّٰهُ. رَفَعَهُ اللّٰهُ. بِسْمِ اللّٰهِ۔ اس کے علاوہ جتنے بھی لام ہیں سب کو باریک پڑھیں گے۔ جیسے: كُلَّهُ.

را کے پُر اور باریک ہونے کے قاعدے:

1۔ را پر زبر یا پیش ہو تو را پُر یعنی موٹی پڑھی جائے گی، اور اگر زیر ہو تو باریک۔ یہی حکم را مشدّدہ کا بھی ہے۔ جیسے: رَبُّكَ. رُبَمَا. رِجَالٌ.

2۔ را ساکن ہو اور اس سے پہلے زبر یا پیش ہو تو را پُر پڑھی جائے گی، جیسے: بَرْقٌ. يُرْزَقُوْنَ. اور اگر پہلے زیر ہو تو باریک جیسے: أَنْذِرْهُمْ، البتہ اس صورت میں را باریک پڑھنے کی تین شرطیں ہیں: ایک یہ کہ را سے پہلے والے حرف کا زیر ذاتی ہو، عارضی نہ ہو، اگر پہلے حرف کا زیر عارضی ہے تو را کو باریک نہیں پڑھیں گے، جیسے: اِرْجِعُوْا۔ دوسری شرط یہ ہے کہ را سے پہلے کا زیر اور را ایک ہی کلمے میں ہوں، اگر دونوں الگ الگ کلمے میں ہوں تو را کو باریک نہیں پڑھیں گے، جیسے: اَمِ ارْتَابُوْا۔ تیسری شرط یہ ہے کہ اُس را کے بعد اسی کلمے میں حروفِ مُستَعلیہ نہ ہوں، اگر ہوں تو را کو باریک نہیں پڑھیں گے، اور یہ قرآن کریم میں صرف چار الفاظ ہیں: قِرْطَاسٍ. اِرْصَادًا. فِرْقَةٍ. لَبِالْمِرْصَادِ.

3۔ را ساکن سے پہلے یائے ساکنہ ہو تو را باریک ہوگی، جیسے: خَيْر.

میم مشدّد میں غُنہ: میم اگر مشدّد ہو تو اس میں غنہ کریں گے، جیسے: مِمَّا.

نون ساکن اور نون تنوین کے قاعدے:

1۔ نون اگر مشدّد ہو تو اس میں غنہ کریں گے، جیسے: إِنَّ.

2۔ نون ساکن اور نون تنوین کے بعد حروف حلقی میں سے کوئی حرف آئے تو اِظہار کریں گے یعنی غنہ اور اِخفا نہیں کریں گے، جیسے: أَنْعَمْتَ.

3۔ نون ساکن اور نون تنوین کے بعد حروفِ ''یَرْمَلون'' میں سے کوئی حرف آئے تو نون ساکن اور نون تنوین کو اس حرف سے بدل کر آپس میں ادغام کریں گے، پھر ان میں سے لام اور را میں ادغام بلا غنہ ہوگا جیسے: مِنْ لَّدُنْهُ، جبکہ باقی چار حروف یعنی یاء، میم، نون اور واؤ میں ادغام مع الغنہ، جیسے: مَنْ يُّؤْمِنُ. بَرْقٌ يَّجْعَلُوْنَ. البتہ چار الفاظ میں ادغام، غنہ اور اخفا نہیں کریں گے: جیسے: دُنْيَا. قِنْوَانٌ. صِنْوَانٌ. بُنْيَانٌ.

4۔ نون ساکن اور تنوین کے بعد اگر باء آئے تو اقلاب کریں گے یعنی اس نون کو میم سے بدل کر غنہ اور اِخفا کے ساتھ پڑھیں گے جیسے: مِنْ بَعْدُ.

5۔ نون ساکن اور نون تنوین کے بعد ان پندرہ حروف میں سے کوئی حرف آئے تو اِخفا کریں گے: ت، ث، ج، د، ذ، ز، س، ش، ص، ض، ط، ظ، ف، ق، ک۔ جیسے: أَنْذَرْتَهُمْ.

مدّ کا بیان: مدّ کے معنی ہیں: کھینچنا، بڑھانا۔ اگر حروفِ مدّہ کے بعد ہمزہ اسی کلمے میں ہے تو اس کو "مدِّ متصل"، یعنی بڑا مد کہتے ہیں، جیسے: جَآءَ.، لیکن اگر ہمزہ الگ کلمے میں ہو تو اس کو "مدِّ منفصل"، یعنی چھوٹا مد کہتے ہیں، جیسے: مَآ أُمِرُوْا.

وقف کا بیان:

وقف کے معنی ہیں: ٹھہرنا، رُکنا۔ وقف کرتے وقت آخری حرف کو ساکن کرکے اس پر سانس توڑ کر کچھ دیر کے لیے ٹھہرنے کو "وقف" کہتے ہیں۔ وقف کرنے کی متعدد صورتیں ہیں:

1۔ زبر، زیر اور پیش، دو زیر، دو پیش، کھڑی زیر اور اُلٹا پیش پر وقف کرتے وقت آخری حرف کو ساکن کر دیں گے، جیسے: صَدْرَكَ.

2۔ دو زبر کی تنوین پر وقف کرتے وقت آخر میں ایک زبر پڑھ کر الف پڑھیں گے، جیسے: اِرْصَادًا.

3۔ گول "ۃ" پر وقف کرتے ہوئے اسے ہا سے بدل دیں گے، جیسے: سائِمَةٌ.

4۔ ساکن حرف اور کھڑا زبر والے حرف پر وقف کرتے ہوئے صرف سانس توڑ دینی ہے، جیسے: فَارْغَبْ. موسٰی.

5۔ وقف والے حرف سے پہلے حروفِ مدّہ میں سے کوئی حرف ہو تو وہاں مد کریں گے یعنی اسے کچھ کھینچ کر پڑھیں گے، جیسے: صَبُوْرٌ.

6۔ مشدّد حرف پر وقف کرتے وقت دونوں حروف کو پڑھیں گے، جیسے: عَدُوٌّ. جَآنٌّ.

قرآن کریم میں موجود رُموزِ اَوقاف کی حقیقت:

1۔ قرآن کریم میں مختلف قرآنی جملوں پر "م ، ط ، ج ، ز ، لا" جیسے رموز اور اشارات درج ہوتے ہیں، جن کو "رموزِ اوقاف" کہتے ہیں، ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ عربی سے ناواقف شخص جب قرآن کریم کی تلاوت کرے تو اس کو معلوم ہو جائے کہ کہاں وقف کرنا اور ٹھہرنا ہے اور کہاں نہیں ٹھہرنا، تاکہ بے موقع وقف کرنے سے معنی میں تبدیلی اور بگاڑ پیدا نہ ہو۔ گویا کہ یہ رموزِ اوقاف عربی قواعد اور قرآن کریم کے معنی و مفہوم کی رعایت پر مشتمل ہوتے ہیں۔

2۔ محققین کرام کی جانب سے وضع کیے گئے قرآنی رموزِ اوقاف کی افادیت اور اہمیت کے پیشِ نظر ان کی رعایت کرتے ہوئے تلاوت کرنا بہتر اور مفید ہے، اس لیے حتی الامکان ان کی رعایت کرنی چاہیے، خصوصًا وہ مقامات جن پر وقف کرنا حضور اقدس ﷺ سے بھی ثابت ہو اُن پر وقف کرنا تو مزید بہتر ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ شرعی اور فقہی اعتبار سے ان میں بھی کسی رمز اور مقام پر وقف کرنا واجب نہیں، اس لیے اگر کوئی ان رموز پر وقف نہ کرے تو وہ گناہ گار نہیں۔ ان رموزِ اوقاف میں سے "م" کو وقفِ لازم اور وقفِ واجب کہا جاتا ہے، اس کے بارے میں حضرات مفتیانِ کرام فرماتے ہیں کہ اس سے مراد فقہی واجب نہیں، جس کے ترک سے گناہ ہو، بلکہ مقصد صرف یہ ہے کہ تمام اوقاف میں اس جگہ وقف کرنا زیادہ بہتر ہے۔ (علوم القرآن صفحہ: 199 از شیخ الاسلام حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دام ظلہم)

بندہ مبین الرحمٰن

یکم شعبان 1443ھ/5 مارچ 2022